قرآن کریم کا منطقی و تکوینی اسلوب دعوت اور معاصر نظریات

Logical and Scientific Preaching Style of The Qur'an and Contemporary Ideas

*Saddaqat Hussain**

*Dr Uzma Begum***

*Naila Ajmal****

Abstract

The invitation styles of the Qur'an are unique and unmatched. The examples of these Qur'anic styles are not found in Arabic poetry. Be it speech, fortune telling or any other way of speech which the Arabs were familiar with before or after Islam. One of these styles of the Qur'an is the "scientific style of invitation". The styles adopted by Qur'an show clear and literal command at the same time. The Qur'an does not adopt unfamiliar methods, and at the same time it contains effective events, instructive examples, stories of the previous nations, unchanged rulings and issues, prophesies, and scientific evidences as well. There is no complication in the text and the style is smooth. Its da'wah has always been and will always be there, its examples are not mere imaginary. Therefore, questions are arising in the modern scientific mind as to what is the scientific style of the Qur'an and what is its comprehensiveness in its style? Is there uniqueness and inclusiveness in it? Why has the scientific style of the Qur'an briefly presented imagery at many places, and how will it be helpful to the modern scientific mind? Does the authenticity of the qur'an's style requires any support of a modern scientific statement? This research work will prove the authenticity of Islam on scientific grounds which is the need of the hour. Such studies are rare in literature.

Key Words: *Scientific style of description, usefulness, preaching, observation of universe*

تعارفِ موضوع:

* PhD Scholar Islamic Studies National University of Modern languages Islamabad sadaqatajk2@gmail.com

** Associate Professor /Principal Post Graduate Girls College Kharick, Rawalakot, Azad Jammu &Kashmir

*** PhD Scholar Islamic Studies, Senior Research Officer at Mirpur University of Science & Technology, Mirpur, Azad Jammu & Kashmir

قرآن کریم کا اسلوب آسان اور واضح ہے۔ اس کے انداز بیان میں انفرادیت پائی جاتی ہے۔ لیکن ان اسالیب کو اپنانے میں اس بات کا خاص انداز رکھا گیا ہے کہ یہ اسالیب اسلام کے شروع سے عرب کے براہ راست مخاطبین کے لئے نامانوس نہ ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن مجید کے اولین داعی یعنی صحابہ ان کو کیسے سمجھتے۔ وہی اگر ان کو نہ سمجھتے تو وہ جماعت جو صحابہ کرام کی تیار ہوئی جس نے قرآن کی دعوت کو آگے پہنچانے کا فریضہ انجام دیا، وہ جماعت تیار نہ ہوتی، کسی فن کے ماہرین کی زبان کو جو فنی اسلوب ہے وہ قرآن مقدس میں اختیار نہیں کیا گیا بلکہ سہل ترین اپنایا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔"[1]

"اور ہم نے قرآن کو تذکیر کے لئے نہایت موزون بنایا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟"

قرآن کے اسالیب میں اکتاہٹ اور تھکاوٹ نہیں پائی جاتی ہے۔ بائبل کی کتابوں اور اس کے اجزاء کو موضوعات کے حساب سے مرتب کیا گیا ہے، کتاب پیدائش میں بتایا گیا ہے کہ کائنات کیسے پیدا ہوئی، کن کن مراحل میں پیدا ہوئی، پہلے کیا ہوا، پھر کیا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ابتدائی انسانی نسلوں کی پیدائش ہی کی کوئی داستان یا چارٹ ہے۔ دوسرا حصہ جس کا عنوان کتاب گنتی یا اعداد ہے۔ یہ جز ایسا لگتا ہے یہ آسمانی کتاب نہیں بلکہ جیسے شاید کوئی مردم شماری کی رپورٹ ہے، اس کا خلاصہ یہ نکلا، لاکھوں یہودی اور عیسائی ایسے ملیں گے جنہوں نے کبھی پوری بائیبل نہیں پڑھی، وہ اس وجہ سے انہوں نے تورات کا صرف وہی حصہ دیکھا جس کی ان کو ضرورت تھی یا جس سے کسی نہ کسی وجہ سے انہیں واسطہ تھا۔

یہ سب دلکش اُسلوب، جاذب نظر الفاظ اور ایسے پیرائے میں ہے جو تمام مضامین کے ساتھ ہر صاحب دل و دماغ کے عین مطابق ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ خطاب تمام لوگوں کے لئے ہو اور وہ موثر بھی ہو اور دلائل و براہین بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ۔"[2]

"اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے جو ملتے جُلتے اور بار بار پڑھی جانے والی کتاب کی صورت میں ہے، جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں اسے سُن کر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف جھک پڑتے ہیں، یہ اللہ کی ہدایت ہے، وہ جسے چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔"

قرآن مجید کے اسالیب میں دو باتیں اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک تو قرآن مجید اپنے اسالیب میں منفرد و یکتا ہے، یہ نہ شعر ہے، نہ کہانت ہے اور نہ خطابت ہے۔ دوسری چیز قرآن مجید میں یہ پیش رکھی گئی کہ اس کی زبان اور انداز بیان کو اس کے مخاطبین اولین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے فہم سے

[1]Al-Qamar:54/17
[2]Al-Zamr:39/23

قریب تر کر کے پیش کیا گیا ہے۔ جہاں عرب کے اسلوب کو قرآن مجید نے اپنایا وہیں اہل عرب کی اچھی عادات کو بھی تسلیم کیا۔ جس جگہ ان میں کمزوریاں اور خامیاں تھیں وہاں ان کمزوریوں اور خامیوں کی بھی نشان دہی کی گئی۔

اسلوب کی تعریف:

اُسلوب سے مراد مخاطب کا طرز تکلّم، اندازِ گفتگو اور بات کرنے کا سلیقہ، جس میں الفاظ کا انتخاب، فقروں کی ترکیب، جملوں کی نوعیت، نرمی و سختی، آواز کو بلند یا آہستہ کرنا وغیرہ ایسی تمام چیزیں آتی ہیں جو "اُسلوب" کے دائرہ میں شامل ہیں۔[3]

اُسلوب کی مثال:

جب موسیٰؑ فرعون کے پاس گئے تو اُن کو اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کا، دھیمے انداز میں گفتگو کرنے کا، بامقصد طرزِ کلام اپنانے کا، بحث و مباحثہ میں عمدہ طریقہ استعمال کرنے اور انجام کار کا یاد دلانا اور "جبّار" سے خوف دلانے کا طرز اختیار کرنے کو کہا گیا۔ اسے اُسلوب کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"**فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى**۔"[4]

"آپ دونوں اس سے نرمی سے بات کریں اس امید پر کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈرے۔"

اللہ کی توحید، عقلی دلیل، عملی استدلال، مادی حجت، اور معجزے کو پیش کرنا یہ منہج کے زمرہ میں آتا ہے۔

منطقی اسلوب دعوت

قرآن حکیم کے اسالیب دعوت میں سے ایک منطقی اسلوب ہے جس کی متنوع اقسام ہیں :مثلا قیاس اقترانی، قیاس استثنائی، السبر والتقسیم، تسلیم اور انتقال ہیں۔ کتاب اللہ میں ان تمام اسالیب پر مشتمل دلائل موجود ہیں۔ منطق سے اخذ شدہ دلائل کی بڑی تعداد قیاس اقترانی ہے، جو گفتگو کا وہ اعلیٰ و خوبصورت اسلوب ہے جو کہ اس میں ایک کلیہ بیان کر کے اپنے دعویٰ کو اسی کلیہ پر چسپاں کر دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جناب موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں جب جادوگروں کی رسیاں سانپ بن کر رینگنے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس طرح تسلی دی:

"**إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى**۔"[5]

"ان کی یہ کاروائی جادو کی ایک ترکیب ہے اور جادوگر خواہ کہیں بھی چلا جائے وہ فلاح نہیں پاتا۔"

اسلوب قیاس استثنائی

---

[3] Adnān Ar'ūr, Dawat Dīn kā tarīqah kārAsar Hāzer k Tnāzer me, (Lahore ,Maktabaibn Teema,2015)P.288
[4]Taha:20/44
[5] do:69

اس اسلوب کو ایسی جگہ اختیار کیا جاتا ہے جہاں کسی چیز کی نفی کرنا ہو، اس میں یک دم کسی چیز کی نفی نہیں کی جاتی بلکہ اسے دوسری چیز پر موقوف کرتے ہوئے جس چیز پر موقوف کیا اس کی نفی کر دی جاتی ہے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ جب موقوف علیہ کی نفی ہو گئی تو موقوف کی نفی خود بخود ہو گئی ہے۔ پہلے جز موقوف کو صغری جبکہ دوسرے جزیعنی موقوف علیہ کو کبری کہتے ہیں۔

مثلاً مجھے ثابت کرنا ہے کہ اس وقت دن نہیں ہے، تو میں کہوں گا کہ "اگر دن ہوتا تو سورج موجود ہوتا لیکن سورج موجود نہیں ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ دن بھی نہیں ہے" اس قسم کی دلیلیں قرآن مقدس میں بے شمار ہیں۔

مذکورہ اسلوب کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شرک کی نفی کرتے ہوئے اور توحید کا اثبات کرتے ہوئے قرآن مجید نے یہ عمدہ اسلوب اختیار کیا۔

"لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۔"[6]

"زمین اور آسمان میں اللہ کے علاوہ اگر کوئی اور اللہ ہوتا تو دونوں چیزیں تباہ ہو جاتیں۔"

اب دیکھیں جب زمین اور آسمان تباہ نہیں ہوئے تو کسی دوسرے اللہ کا ہونا از خود نفی ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم رہے کہ یہاں صرف صغریٰ ذکر کیا گیا اور کبریٰ کو محذوف ہے۔[7]

قرآن مجید میں سائنسی اسالیب اور عنوانات کا ثبوت

قرآن میں سائنسی اسالیب اور عنوانات کا ثبوت موجود ہے۔ قرآن میں اگر سائنسی اسالیب اور مضامین کو تلاش کیا جائے۔ قرآن کے مضامین میں حیاتیات (بیالوجی) کے متعلق علوم کا 328، مقامات پر، کیمیاء کے متعلق 37 مقامات پر، ریاضی کے تعلق سے 19، گنتی اور اعداد شماری کا باقاعدہ نظام، طبیعات (فزکس) کے متعلق قرآن میں 31 آیات کی موجودگی سائنسی مضامین کے دعوت دین میں سائنس کی عصری اہمیت و معنویت کو اجاگر کرتی ہیں۔ قرآنی کے پیش کردہ نظریات کو آج تک سائنس غلط ثابت نہیں کر سکی۔ قرآن اور اسلام نے سائنس کے دامن کو وسعت اور وقار عطا کیا۔

روئے زمین پر اسلام ہی وہ پہلا داعی مذہب ہے جس نے آفاق اور انفس کے مطالعے، غور فکر اور تدبر پر دعوت دی۔ اسلام کے مشاہداتی اور تحقیقی مزاج نے دنیا کو علم و تحقیق کی جانب مائل کیا ہے۔ اسلام دعوتی، حق پسندی، صداقت کا علم بردار، علم دوست اور خیر خواہی والا مذہب ہے۔

سائنس علم و تحقیق، مشاہدے اور تجربات کا ایک شعبہ ہے جس کی بے اعتدالی اور بے راہ روی کو صرف قرآن حکیم کنٹرول کرتا ہے بلکہ سائنس قرآن کا متابع ہے نہ کہ قرآن سائنس کا اور سائنس کا مذہبی امور میں کوئی دخل نہیں ہے لیکن روحانیت کی ضرورت کے

---

[6] Al -Anbiyā: 21/22

[7] Jalāl-ud-Dīn Suyūti, Al-Itqān Fi Al-Ulūm Al-Qur'ān, (Al Hayatul Egyptian Public Book, 1976)64/4

پیش نظر مذہب کا سائنسی معاملات میں عمل دخل ضروری ہے تاکہ انسانیت کی بقاء اور دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنانے میں سائنسی علوم کے ماہرین کی بے اعتدالیوں اور علمی بے راہ روی پر روک لگائی جاسکے۔

قرآن مجید کی کوئی تصریح سائنس کے خلاف نہیں ہے۔ اسی طرح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کوئی ارشاد جو صحیح سند سے ثابت ہو، سائنس کے خلاف نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ضعیف روایت سائنس کے خلاف ہو تو اس کا سبب اس متن کا ضعف نہیں ہے۔ بلکہ اس سند کا ضعف ہے۔

سائنسی تفسیر درحقیقت سائنس کی خدمت نہیں بلکہ قرآن کو سمجھنے میں ایک معاون ذریعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہاں ان معنوں میں یہ سائنس کی خدمت کا پہلو بھی رکھتی ہے کہ اس سے سائنسی دنیا کے سامنے تحقیق وتفتیش کے نئے آفاق سامنے آئیں گے۔ اس بات کی تائید ڈاکٹر کیتھ مور کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ:

> "قرآن مقدس میں بہت سی حقیقتیں ہیں جن تک ابھی تک انسان کی رسائی نہیں۔ جبکہ ڈاکٹر موریس بوکائیے کے بقول صرف اہل دانش ہیں نہیں بلکہ بڑی بڑی تنظیمیں حتی کہ حکومتیں بھی قرآن مجید کا مطالعہ اسی نقطہ سے کرنے لگی ہیں کہ اس کتاب میں سائنسی معلومات، علم اور نصیرت موجود ہے۔"[8]

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے اور انسانی زندگی کے ہر پہلو میں ہدایت فراہم کرتی ہے۔ جب انسان قرآن مجید کے کیسی مضمون کا مطالعہ کر رہا ہو تو گویا وہ براہ راست ان واقعات کو دیکھنے لگتا ہے، اور باقی وقتی طور پر ہی سہی، اس کی نظر سے اوجھل ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

جتنی بھی سوشل سائنسز یا ہومنٹیز (Humanities) ہیں، وہ سب کے سب انسان کے انفرادی اور اجتماعی رویوں کو سمجھنے کے لیے ہیں۔ آرٹس اور (Humanities) انفرادی رویوں کو سمجھنے کے لیے ہیں جبکہ معاشرتی علوم (سوشل سائنسز) اجتماعی رویے کو سمجھنے کے لئے اہم سمجھی جاتی ہیں۔ دونوں کا مقصد انسان کو مکمل طور پر سمجھنا ہے، اور قرآن کا موضوع انسان ہے۔

قرآن مجید میں غور فکر کرنے کا امر اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ قرآن مجید خود کو کتاب ہدایت قرار دیتا ہے۔ ہدایت اسلامی نصوص واحکام کے ضمن میں ایک بنیادی اور لازمی عنصر ہے۔ ظاہر ہے اس سے تکوینی آیات خارج نہیں ہوتی ہیں۔ جیسے قرآن حکیم فقہی احکام کا سرچشمہ ہے حالانکہ قرآن مجید کی تمام آیات میں سے تکوینی آیات کی طرح فقہی احکام والی آیات بھی قرآن مجید کا حصہ ہیں نہ کہ پورا قرآن مجید، لہٰذا سائنسی طریقہ تفسیر قرآن مجید کو سمجھنے کا ایک درست اور ممکنہ انداز ہے، لیکن کچھ حدود وقیود کے ساتھ۔

قرآن مجید کی دعوت جوں جوں اقوام عالم میں جاتی جائے گئی ان اقوام کی خرابیاں اور خوبیاں اسی طرح سے وحی کی کسوٹی پر جانچی جائیں گئی جیسے اہل عرب کی خوبیوں اور خامیوں کو دیکھا گیا۔ گویا اہل عرب کو کیس اسٹڈی کے طور پر لے کر قرآن مجید کے اصول وقواعد کو

[8]Moris Bokaile, Bible, Qur'ān and Science (Karachi: Idārah tul Qur'ān DarulAloomIslamia number 5)P341

منطبق کر کے دکھایا گیا اور بتایا گیا کہ آئندہ آنے والی اقوام اور کمزوریوں کو اسی طرح دیکھا جائے جیسے قرآن نے اہل عرب کی خامیوں اور خوبیوں کو دیکھ کر کھرا اور کھوٹا الگ الگ کر دیا ہے۔ قرآن مجید میں جس دعوت دین کی طرف راہنمائی کی گئی اس میں بعض بنیادی احکام عربوں کے اس نظام سے لیے گئے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے چلے آرہے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے پیغمبر تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بین الاقوامی ہداف دے کر بھیجا۔ ان سے پہلے جتنے بھی انبیاء آئے وہ مخصوص علاقے، اپنے زمانہ اور اپنی قوم کے لئے تھے۔ جب کہ ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قوم کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی بھیجا گیا۔ وہ عراق میں پیدا ہوئے، پھر فلسطین، مصر اور جزیرہ عرب میں دعوت کے لئے تشریف لائے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ یورپ اور ہندوستان میں بھی تشریف لائے۔ انہوں نے ان تمام علاقہ جات میں دعوت دین کا فریضہ انجام دیا۔ ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی اس عالم گیر اور بین الاقوامی دعوت کی بنیاد رکھی جسکی تکمیل جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ اسی لئے ملت اسلامیہ کو ملت ابراہیمی بھی کہا گیا ہے۔

سائنسی اُسلوب بیان کی تفسیر کی ابتداء

خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں یونانی علوم کی آمد پر عقلی علوم کی ابتداء ہوئی۔ حتیٰ کہ اسلامی احکام اور اُن کی تفسیر و توضیح کو بھی عقلیات پر پرکھا جانے لگا۔ اس رجحان نے قرآن مجید کو بھی نہ بخشا اور قرآن مقدس کے بارے میں مناظرانہ انداز اپنایا جانے لگا، اور دن بدن یہ مباحثہ طویل ہوتا گیا۔ موضوع بحث تھا کہ قرآن کلام اللہ ہے یا مخلوق ؟۔ قرآن مقدس کو کلام اللہ کہنے والوں پر زمین تنگ کر دی گئی اور انہیں سخت سے سخت سزائیں دی گئی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد کلامی تفسیر لکھنے کا رجحان پیدا ہو گیا۔ علم کلام کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا جانے لگا۔

اس ضمن میں تفسیر کو بھی عقل پر پرکھا جانے لگا، حتیٰ کہ سائنسی نظریات واصولوں کو زبردستی قرآن آیات پر چسپاں کیا جانے لگا اور اس طرح آیات قرآنیہ کو سائنسی تناظر میں پرکھا جانے لگا۔ اس کے برعکس مخالف آراء بھی پروان چڑھنے لگیں۔ یہ اس دور کی بات جب مسلمان اپنے سنہری دور سے کوسوں دور جا چکے تھے۔ اب سائنسی ترقی کے زینے غیر مسلم چڑھ رہے تھے اور مسلمانوں پر ظلم ستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے۔ مسلمان سائنس کے نام سے بھی کنارہ کش ہونے لگے۔

ایسے حالات میں سائنسی تفسیر کے حق اور مخالفت کے دوانتہاؤں پر موجود دوطبقات کے درمیان ایک تیسرا طبقہ بھی آگیا جس نے ان دونوں کے درمیان پل کا کام کیا اور سائنسی تفسیر کے اُصول مرتب کیے اور دونوں کے درمیان تنازع کو ختم کرنے کے لئے درمیانی راہ نکالی۔ یوں دعوت دین میں سائنسی تفسیر کی افادیت کو بیان کرنے میں تین گروہ ہو گئے۔

قرآن مجید کی سائنسی انداز بیان کی تفسیر اور علماء کے نظریات

سائنس اور قرآن ایک نازک موضوع ہے، کچھ علماء کرام اس کی تائید میں دلائل دیتے ہیں، جن میں سرفہرست امام غزالی کا نام ہے۔

بعض محققین کی رائے کے مطابق پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں اس موضوع (تفسیر قرآن اور جدید علوم) پر مستقلاً علماء نے غور وخوض شروع کیا۔[9]

تکوینی آیات قرآنی کی تفسیر میں سائنسی علوم کو تفسیر کا حصہ بنانے کی غرض سے قدیم علماء نے بہت زیادہ محنت کی اور تفاسیر میں سائنسی علوم کو سمویا۔ تفسیر کے اس رجحان کے قدیم قائلین علماء کرام ابو الفضل المرسیؒ، ابو حامد امام غزالی، امام فخر الدین الرازی، امام بدر الدین زرکشی، امام جلال الدین السیوطیؒ ہیں۔

سائنسی تفسیر رجحان اور امام غزالیؒ

سائنسی تفسیر کے زبردست مؤیدین میں ابو حامد الغزالی ہیں۔[10] امام غزالیؒ کا کہنا ہے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیات ایسی ہیں جنہیں سائنسی علوم سے آگاہی کے بغیر پوری طرح سمجھا نہیں جا سکتا ہے۔ امام غزالیؒ اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت "وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ۔"[11] "اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی (اللہ) شفا دیتا ہے" کو وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جو طب کے کمال وفن سے پوری طرح آگاہ ہو۔ کیونکہ طبعی امراض، ان کے اسباب، علامات وعلاج سے بحث کرتا ہے۔ اسی طرح وہ فرماتے ہیں:

"الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ،فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ۔"[12]

"جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک ٹھیک بنایا، پھر تیرے اندر اعتدال پیدا کیا؟ جس صورت میں چاہا، اس نے تجھے جوڑ کر تیار کیا۔"

کا حقیقی معنیٰ ومفہوم تو وہی سمجھ سکتا ہے جو انسان کے ظاہری وباطنی اعضاء کو سمجھتا ہو۔ یہ علوم اوّلین آخرین ہیں اور انہیں کی بابت قرآن مجید نے ارشاد فرمایا۔[13] اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار فرماتے ہیں کہ امام غزالیؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس ضمن میں کھل کر اظہار خیال کیا ہے۔ موصوف نے امام غزالیؒ سے پہلے تحقیق دیگر کُتب میں تو کی ہوگئی لیکن تفاسیر سے اعتناء نہیں کیا۔ اگر انہوں نے تحقیق کی ہوتی تفاسیر میں تو عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ بات نظر آتی۔ البتہ پہلی صدی سے پانچویں صدی ہجری تک تک سائنسی تفسیر کو پڑھنے باوجود ان روایات کو سائنسی تفسیر نہیں سمجھتے تھے، اسکی وجہ یہ تھی کہ سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی تھی اور دوسری وجہ یہ کہ قرآن فہمی کو مقصد بنا کر تفسیر لکھی اور پڑھی جاتی تھی۔[14]

---

[9]Zahabi ,Muhammad Hussain ,Al TafseerulMufaseeroon,(Karachi ,Adaraul Quran Al Aloom Al Islamia,Pakistan)140/3
[10]Hamid Muhammad Al Ghazali,Jwairul Quran,(MisrMaktabatulJandi)P45,46Imam GhazaliMutawafi (505),ne apniTasneef,Joirul Quran meisprmustakillikha ha k tmamAloom Quran Majeed se Munshabhotehan .Abu is prtabsarakaliemlakhatahue:AlTafseerulMufaseeroon,LilZhabi: :2/232,333
[11]Ash-Shura80/26
[12]Al-Infitar7/82
[13]Tantawi,Tafseer fee Jwairul Quran,P45,46
[14]Urdu DhairaMuarifIslami,MozoTafseer ,V6,P 503.

سائنسی تفسیر میں ابو الفضل المرسیؒ کا نقطہ نظر

ابو الفضل المرسیؒ نے سائنسی تفسیر میں خصوصی دلچسپی لی۔ انہوں اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرآن مجید نے تمام قدیم اور جدید علوم کو اپنے اندر سمو لیا ہے۔ جن کو اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ خوب جانتے ہیں۔ بجز اُن علوم کے جن کو صرف باری تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ورثہ بڑے صحابہ عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ملا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میرے اُونٹ کی رسی بھی گم ہوتی تو میں اُسے قرآن مجید میں پاؤں گا۔[15]

امام فخر الدین الرازیؒ اور سائنسی اُسلوب کی تفسیر

امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں سائنسی تفسیر کی ہمنوائی کرتے ہوئے، مختلف طبیعاتی علوم، فلکیات اور علم نجوم وغیرہ کی تفصیلات ذکر کی ہیں۔[16]

امام سیوطیؒ کا سائنسی تفسیر کے بارے میں نقطہ نظر:

ان مؤیدین میں امام زرکشیؒ بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں ایک خاص فصل قائم کی ہے جس کا عنوان یہ ہے "فی القرآن علم الاولین والاخرین" یعنی قرآن میں قدیم و جدید زمانوں کے تمام علوم ہیں۔[17]

امام جلال الدین السیوطیؒ اور سائنسی تفسیر

امام سیوطیؒ سائنسی تفسیر کی ہمنوائی میں فرماتے ہیں:

> "اللہ کی کتاب عزیز میں ہر چیز پائی جاتی ہے رہے مختلف علم تو ان کے ہر باب اور ہر مسئلے کی اصل قرآن میں پائی جاتی ہے۔ اس میں عجیب وغریب مخلوقات اور آسمانوں، زمین، افق اعلیٰ اور زیر زمین پائی جانے والی چیزوں کا بیان، ابتدائے تخلیق کی تفصیل، مشہور پیغمبروں اور فرشتوں کے نام اور گزشتہ قوموں کے حالات مذکور ہیں۔"[18]

امام ابن قیمؒ کے سائنسی نظریات

مؤیّدین میں امام ابن قیمؒ بھی ہیں وہ فرماتے ہیں:

---

[15] Mehmood bin Abdullah Aloosi ,RhooulMhani Un Tafseerul Quran(Beroot ,Dar ulKutab Al Ilmiya))V3:P357

[16] Imam RazikiTafseerKabeeran k Moqafka lie shaidha,kynkuno ne is nazriyekoapniTafeer me amlanakhtyarkia ha.

[17] Fhad bin Abdu l Rehman Bin Sulaman Al Roomi ,Atjahat Al TafseerFil Quran Al RabeAshr (Almumlikta,AlArabiyat Al Saudhia,AlBahoos Al IlmiyaAlIftahAlDawatulArshadFl Mumlikat,1406At Taba:Al uoola1407-1986)557,558/2

[18] Same: 4/40

"قرآن کے ایک ایک حرف سے حکمت کے سوتے پھوٹتے ہیں۔اس کی ہر سورت سے اوائل واواخر کے علوم کا اظہار ہوتا ہے۔"[19]

سائنسی تفسیر کا جذبہ صرف قدیم علماء تک محدود نہیں بلکہ جدید دور میں علماء خواص وعام میں بھی سائنسی رجحان کی تفسیر کا جذبہ نہایت شدّت اختیار کر چکا ہے۔ اگر تفسیر بالماثور بیان کی جائے تو اس پر دھیان نہیں دیا جاتا مگر جب قرآنی آیات کی تفسیر میں سائنس کی آمیزش کر دی جائے تو سر دھننے لگتے ہیں۔ مواد میں ردوبدل کر کے سائنسی معلومات کو شامل کرنے والے مفسرین بھی اس دور کی کھیپ ہیں۔

شیخ طنطاوی جوہریؒ نے تفسیر جواہر القرآن کے نام سے تفسیر لکھی ہے۔اس میں انہوں نے عجائبات کائنات ،اسرارعلوم اور سائنسی مفروضات کی خاصی بڑی مقدار شامل کر دی ہے۔

طاہر بن عاشورؒ کا سائنسی تفسیری نظریہ:

سائنسی تفسیر کے مؤیّدین میں سے شیخ طاہر بن عاشورؒ بھی ہیں۔انہوں نے اپنی تفسیر التحریر والتنویر میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ تفسیر میں مختلف علوم سے استفادہ ضروری ہے،اس لیے اس میں آیت کا معنی ومفہوم کی مزید تشریح اور قابل فہم ہو جاتا ہے اور مدّعا مزید راسخ اور مدّلل ہو جاتا ہے۔[20]

غلام رسول سعیدیؒ کا تفسیری رجحان

سائنسی تفسیر کے تائید میں غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"سائنس کے تابع ہو کر قرآن مجید کی تفسیر کرنا صحیح نہیں ہے۔ سائنسی نظریات بدلتے رہتے ہیں۔ہم سائنس کے تابع ہو کر قرآن مجید کی تفسیر نہیں کرتے بلکہ سائنس کے ذریعہ قرآن مجید کی حقانیت کا اظہار کرتے ہیں کہ جو بات اب سائنس سے ثابت ہوئی ہے،وہ بہت پہلے قرآن مجید نے بتادی تھی۔"[21]

قرآن مجید کی دعوت دین کے لئے تکوینی آیات کو جدید سائنسی تحقیقات انداز میں پیش کرنے والے جدید مؤید علماء کرام میں عبد الرحمن الکواکبی[22]، محمد مصطفی المراغی، محمد رشید رضا،، محمد فرید وجدی،، جمال الدین القاسمی، مصطفی صادق الرافعی، محمد دشکری الدبوسی، عبد الحمید بن بارلیس، محمد احمد الغمراوی،ڈاکٹر عبد العزیز اسمٰعیل، حنفی احمد،عبد الرزاق نوفل ، محمد متولی الشعراوی، محمود ابالفیض لمنوفی،، محمود احمد

---

[19]Shams udDeen Abu Abdullah Muhammad Al MharoofBabnQyam La Jozia ,Kitab Al Fwaid Al Msaooq Al Aloomul Quran IlmulByan ,(Misr ,Tehqeeq:Al Syed Muhammad BadrudDeen Al Nahsaani ,Mutbatah Al Sahadt,1328 ,TabaAwal)P5

[20]Al ThairIbnAshoor,AlTehreer Al Tanweer,AlDaar(AL Tonsia,Al Nashr1984)45/1

GhulamRasoolShaeedi ,Tabyanul Quran,V4,P154

[22]Abdul Rehman Al Kwakbi,TbaiulIstabdadMsarehIstahbad,(BerootLabnan ,Adar ulNfais ,2006)P60.Is KitabprScienciTafseerprAdilaByankrtehan.

مہدی، محمد بن سعید الدبل،ڈاکٹر محمد عبداللہ دراز، حسن البناء،ڈاکٹر زغلول نجار، عدنان اکتور (ہارون یحی)،ڈاکٹر ہلوک نور باقی، عبد الحمید زندانی، مولانا شہاب الدین ندوی، سلطان بشیر محمود، طاہر بن عاشورؒ، شیخ منّان القطان، محترمہ رفعت اعجاز کا،[23] شیخ طنطاوی جوہری، محمد بن احمد الاسکندرانی ہیں۔[24]

ان سائنسی تفسیر کے قائلین کی رائے میں قرآن مجید نے صدیوں قبل جدید سائنسی کی ان تحقیقات کو پیش کر دیا تھا جن کا انکشاف اب ہو رہا ہے۔ طاہر بن عاشورؒ فرماتے ہیں:

"بسا اوقات سائنس کے بعض مسائل کا آیات قرآنی کی تفسیر سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ان کو اسی طرح پیش کیا جاسکتا ہے جس طرح ہم کسی قرآنی دلیل کے اثبات کے لئے کوئی کلامی مسئلہ پیش کرتے ہیں۔ مثلاً آیت کریمہ میں ہے:

"لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔"[25]

(اگر زمین اور آسمان وزمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو دونوں کا نظام بگڑ جاتا) کی تشریح میں برہان التمانع اور آیت "وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ۔"[26] "آسمان کو ہم نے اپنے زور سے بنایا ہے اور ہم اس کی قدرت رکھتے ہیں" کی تشریح میں مسالۃ المتشابہ سے بحث کرتے ہیں۔"

ابن عاشورؒ جب بھی ایسی کوئی کوئی مثال پیش کرتے ہیں جن میں آیات کی سائنسی تفسیر کی جاسکتی ہے تو ساتھ ہی وہ اس کی کچھ شرائط و قیود بھی بیان کرتے ہیں۔ ابن عاشور راقم طرز ہیں:

"اس کے قابلِ قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس میں ایجاز واختصار کا طریقہ اپنایا جائے، سائنسی معلومات کا صرف خلاصہ بیان کیا جائے،، بہت زیادہ اپنایا جائے۔ بہت زیادہ تفصیل نہ ذکر کی جائے کہ وہی مقصود معلوم ہونے لگے۔"

قرآن کا مقصد دعوت دین واصلاح امت ہے۔ یہ ہمیشہ رہنے والا معجزہ ہے، اس لئے اسمیں ایسی باتیں ہوں جو سائنسی ترقی کے زمانے کے لوگوں کی فہم کے مطابق ہوں۔

سلف نے کہا ہے کہ "قرآن ایسی کتاب ہے جس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوسکتے" اس سے مراد قرآن کے معانی سے ہے۔

قرآن کا اعجاز ہے کہ اس کے الفاظ میں ایجاز ہونے کے باوجود یہ ہے کہ اس کے الفاظ میں ایجاز ہونے کے باوجود اس کے معانی میں کثرت ہو کہ وہ کتابوں میں نہ سما سکیں۔

---

[23]Abdul RaheemQadwaiProfessor,TehqeeqatIslami Ali Garh ,ISBN 8339-2321,V 40,Shmara 2,Jadeed Mustashrqeen k Mutalehat ,Tafseer, June 2021,P 148.
[24]Misr k MashoorTabeebte ,InkiTasneefKashfIsrar Al Noorania Al Qurania,likhi.
[25]Al -Anbiya:21/22
[26] Al-Dhariyaat :51/47

ضروری ہے کہ مخاطبین اول نے آیات قرآن کے معانی اصلیہ سمجھ لئے ہوں، رہے زائد معانی تو ممکن ہے کہ انہیں کچھ لوگ سمجھ لیں اور کچھ نہ سمجھ پائیں۔ بسا اوقات جس تک بات پہنچائی جاتی ہے وہ بات پہنچائی جاتی ہے وہ بات پہنچانے والے سے زیادہ سمجھ دار ہوتا ہے۔ وہ باتیں جن کا تعلق مقاصد قرآن سے ہے، ان کے بارے میں یہ چیز قابل تسلیم نہیں ہے کہ ان کی تشریح میں ظاہر آیت پر توقف کرتے تھے، بلکہ ان میں انہوں نے خوب تشریح و توضیح سے کام لیا ہے اور مختلف علوم کی تفصیل پیش کی ہے۔ ان کی پیروی کرتے ہوئے ہم بھی ایسے علوم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو مقاصد قرآن کی خدمت کرتے ہوں اور جن سے علوم اسلامی کی وسعت کا اظہار ہوتا ہو۔"[27]

بعض مفسرین قرآن ہر طرح کے سائنسی حقائق کی قرآن سے مطابقت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غیر علمی اور سائنسی حقائق سے بے جا مرعوبیت کی دلیل ہے۔ قرآن بنیادی طور پر سائنس کی کتاب ہے اور نہ سائنسی اُصولوں کو بیان کرنا اس کا مقصود۔ یہ انسانیت کے لیے صحیفہ ہدایت ہے۔ قرآن خود جگہ جگہ مشاہدہ، علم، حقائق کا شعور وادراک اور تدبر و تفکر حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔ اس طرح قرآن سائنس کی کتاب نہ ہوتے ہوئے بھی سائنسی مواد پر مختصر مگر جامع تبصرہ کرتا ہے۔[28]

سائنسی اُسلوب دعوت:

قرآن مجید کا یہ بھی ایک دلکش جاذب نظر اُسلوب دعوت ہے کہ اس نے بعض آیات کونیہ کو بھی بیان کیا ہے۔ سائنسی آیات میں دعوت دین کے لئے جو جاذبیت اور کشمکش ہے وہ بلا مبالغہ کسی اور اُسلوب دعوت میں نہیں۔ آیات کونیہ میں سب سے پہلا واقعہ کائنات کی پیدائش ہے، اس میں دو چیزیں ہیں، زمان، جس میں وقت کی ابتدا ہے، جبکہ دوسری مکان ہے جس میں جملہ مادہ کی پیدائش شامل ہے، ان کے بارے میں اصل سائنسی حقائق جو صرف کتاب ہدایت نے قطعیت کے ساتھ پیش کیے۔ کتاب اللہ نے دُنیاوآخرت کے تمام علوم سمو دیئے کائنات کا کوئی علم ایسا نہیں جو اس میں موجود نہ ہو، اس میں تمام علوم کا خلاصہ موجود ہے۔ قرآن کے بیان کردہ سائنسی حقائق نہ صرف ازلی اور ابدی ہیں بلکہ رہتی دُنیا تک کے انسانوں تک کے مکمل ضابطہ حیات ہیں۔[29]

ڈاکٹر سعید اللہ قاضی کہتے ہیں:

> "قرآن پاک میں مظاہر فطرت اور سائنس سے متعلق آیات کی تعداد 750 ہے۔ ان آیات کریمہ میں اس وقت کے معلوم سائنسی، مشاہدات، نظریات اور اُصول ملتے ہیں۔"[30]

---

[27]Al ThairIbnAshoor,AlTehreer Al Tanweer,AlDaar (Al Tonsia ,Al Nashr1984)1/45
[28] Muhammad ShabazManj ,Mazhabur Science –BahmithalaqkiSahinhoyat ,Al Qalm ,ISS number 2707-0077 V16,Shamara number 2,(December 2011)P166.
[29]Doctor ,Lateef Khan "Bare Sagheer k TafseeriAdabprScienciAloom k Asraat (MuntakhibTafseeriAdabkaTehqeeqi o TajzyatiMutalah "(Maqala Brae PHD ,AllamaIqbal Open University,Islamabad ,2020)P232.
[30]SaeedullahQazi ,Science kiTaleem Quran o HadeeskiRoshni me ,(Lahore MaktabaTatheerAfkar ,1988)P5

سائنسی اُسلوب کی مثال

"أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ۔"[31]

"کیا (کافروں) نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے تو ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز بنائی کیا پھر بھی ایمان نہیں لاتے ؟"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سائنسی انداز اختیار فرماتے ہیں:

"آسمان اور زمین پہلے بند تھے یعنی بارش نہیں ہوتی تھی نہ زمین سے کچھ پیداوار ہوتی تھی۔ چنانچہ جس زمانہ میں بارش نہیں ہوتی اور زمین سے کچھ پیدا نہیں ہوتا تو آسمان تب ہی بند ہوتے ہیں۔ پھر اللہ نے دونوں کو کھول دیا کہ آسمان سے بارش ہونے لگے اور زمین سے نباتات اُگنے لگیں۔ رتق فی الحال بھی ہوتا ہے اور ابتدائی عقل میں آنے والا ہے۔ فتق حادث ہے جو کہ رتق کے بعد ہی وقوع پذیر ہوتا ہے۔ بارش سے صرف نباتات ہی بلکہ ہر جاندار چیز کو پانی سے ہی پیدا کیا گیا ہے خواہ حدوثا خواہ بقاء، خواہ بلاواسطہ ہو یا بواسطہ ہر حالت میں پانی پیدا کیا گیا ہے۔"[32]

سائنسی اُسلوب سے کائنات میں غور و فکر کرنے کی تحریک

قرآن اصلاً تو کتاب ہدایت ہے۔ لیکن اس میں کہیں اشارتاً اور کہیں صراحتاً سورج، چاند، ستاروں اور تخلیقِ کائنات کے دیگر مظاہر کی جانب انسان کو متوجہ کیا گیا ہے، اور ان مظاہر کو آیت توحید کے طور پر پیش کیا گیا انسان کو توحید باری تعالیٰ کی طرف راغب کرنے کے لیے نظام کائنات، شمس و قمر اور دن اور رات کی گردش سے استدلال کیا گیا ہے۔ انسان کو اس میں غور و فکر اور تدبر کی تحریک بھی دی گئی تا کہ ان صنائع کو دیکھ کر وہ صانعِ حقیقی تک پہنچ سکے۔

"الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ۔"[33]

"جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کیے، تم خدائے رحمٰن کی تخلیق میں کوئی فرق نہیں پاؤ گے، اب پھر سے نظر دوڑا کر دیکھو کیا تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ پھر بار بار نظر دوڑاؤ، نتیجہ یہی ہو گا کہ نظر تھک ہار کر تمہارے پاس نامراد لوٹ آئے گی۔"

---

[31]AL-Anbiya:21/30
[32]Imam JlaludDeenSayooti ,Al dr Al Manshoor Fee Al TafseerBlMahsoor ,(Al Hiyat Al Misrya Al Kitab ,1976)V.15,P247-248
[33]Al-Mulk:67/3-4

قرآن کے اس سائنسی اُسلوب میں انسان کو کائنات میں بار بار غور و فکر کرنے کو کہا گیا ہے۔اس اسلوب دعوت سے انسان تدبر و فکر کرنے کی طرف حرکت دی گئی ہے۔امام بیضاوی غور و فکر کو بہترین عبادت قرار دیتے ہیں:

"وهو أفضل العبادات كما قال عليه الصلاة والسلام « لا عبادة كالتفكر » لأنه المخصوص بالقلب والمقصود من الخلق۔" [34]

"یہ بہترین عبادت ہے جیسے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کہ غور و فکر سے بہتر کوئی عبادت نہیں کیونکہ یہ دل کے ساتھ مخصوص ہے اور مخلوق سے یہی مقصود ہے۔"

سائنسی اُسلوب سے عقل ومشاہدے کے استعمال کی رغبت

کائنات کی تخلیقی حکمت پر غور کرنے کے بعد اس کا ہر عیب سے خالی ہو جانا اور انسانی ضرورتوں سے ہم آہنگ ہو جانا، اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کائنات بہت مقصدیت کے ساتھ تخلیق کی گئی ہے۔

"اَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ" [35]

"بھلا کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کیسے بنایا ہے؟ اور ہم نے اسے خوبصورتی بخشی ہے، اور اس میں کسی قسم کے رخنے نہیں ہیں۔"

اس سائنسی اسلوب دعوت سے عقل اور مشاہدے کے ساتھ غور و فکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔اس سے اس کا تعلق اپنے رب سے جڑ جاتا ہے اور دوسری جانب وہ اپنی زندگی کا مقصد بھی جان جاتا ہے۔عقل سلیم اور نتیجہ خیز مشاہدے کی صلاحیت بھی انسان میں ہے، اس لیے وہ ان آیات کے سبب معرفت الٰہی کو جلد پالیتا ہے۔انسان اس دُنیا کی اہم اور مرکزی مخلوق ہیں۔اس آیت کے ضمن میں ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں:

"يقول تعالى منبها للعباد على قدرته العظيمة التي أظهر بها ما هو أعظم مما تعجبوا مستبعدين لوقوعه: ﴿ أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا﴾" [36]

[34]Al Bezawi ,AnwaeulTanzeeloIsrarulTahweel Lil Behzawi(Misr,MatbooaDaar Fras Lil NashroAlTozeeh)2/132
AL Behqi,AbuBakr Ahmed bin Al Hussain ,ShobulEmaan,Hadith No 4647(Beroot , publisher , Dar al kethab Al Ilmiya,1410) 4/157
[35]Qaaf :50/6
[36]Abankaseer ,tafseerabnkaseer ,(Qaira , Dar ultayba, Masar 1999)7/396

”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی اس عظیم قدرت (جس کے ذریعے اللہ نے ان کی تعجب اور انکار کردہ چیز ظاہر فرمائی) پر خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کیا یہ لوگ اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھتے ہیں ہم نے کیسے اس کو بنایا اور اس کو مزین کر دیا "یعنی ستاروں کے ساتھ " اور اس میں کوئی رخنہ نہیں۔“

کائنات میں غور و فکر و تدبر کی اس الٰہی تلقین کا نتیجہ سوائے رب جلیل کے سامنے شرمساری کے اور کچھ نہیں نکلتا، انسانی عقل حیرانگی اور درماندگی کے ساتھ معرفت الٰہی کی چوکھٹ پر سربسجود ہو جاتی ہے۔

نتائج البحث

قرآن مجید کا اسلوب انتہائی ایجاز اور جامعیت کا ہے ، اوراس کا انداز خطیبانہ ہے تالیفانہ نہیں ، تقریری ہے تحریری نہیں، قرآن مجید کے بنیادی مضامین میں وحدت ہے اور یہ کہ قرآن کریم کا اُسلوب آسان اور واضح ہے اور اس کے اندازِ بیان میں انفرادیت پائی جاتی ہے۔

قرآن مجید کے سائنسی اُسلوب دعوت نے جگہ جگہ جو مختصراً منظر کشی کی ہے وہاں قرآن مجید اس منظر کو یاد دلانا چاہتا ہے۔ اس کی واقعاتی تفصیلات بیان کرنا مقصد نہیں ہوتا، اس لیے کہ قرآن مجید انسانوں کی ہدایت اور عبرت کے لیے اتارا گیا ہے اور اس کام کے لئے جزوی اور واقعاتی تفصیلات غیر ضروری ہیں۔

قرآن کے سائنسی اُسلوب دعوت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید بنیادی طور پر نہ سائنس کی کتاب ہے اور نہ ہی سائنس براہ راست اس کا موضوع ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات و بیانات اپنی جگہ اٹل اور ناقابل تغیر و تبدل ہیں. قرآن کریم کی حقانیت و صداقت کے لیے کسی بیان و تائید کی ضرورت نہیں ہے۔

قرآنی بیان اور سائنسی نظریے یا مشاہدے کے درمیان تطابق نہ پایا جائے تو قرآن کے بیان کی غلط یا دور دراز کی تاویل کرنے کی بجائے انسانی علم و عقل اور مشاہدے کو ناقص سمجھا جائے گا اور یقین کر لیا جائے گا کہ ابھی قرآنی حقیقت تک پہنچنے کے لیے مزید علم و تحقیق کی ضرورت ہے اور موجودہ علم اسے سمجھنے میں ناکام ہوا ہے۔